مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

# روافض کا عقیدۂ امامت

## اثنا عشریہ کا عقیدۂ امامت، اِس امامت کے اپنانے کے نفسیاتی محرّکات
## قدیم ایران اور اُس کے عقائد کا عکس

**اثنا عشریہ کا عقیدۂ امامت** یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہے کہ بزرگانِ اہل بیت، اسلام کے صاف ستھرے عقیدہ پر سختی سے کاربند تھے۔ یہ وہ عقیدہ تھا جو انہیں اپنے نبی اور جدامجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا تھا یعنی توحیدِ خالص اور ختم نبوت کا واضح اور بے میل عقیدہ، امت کے سوادِ اعظم اور اہلِ سنّت کے اجماعی عقیدہ کے مطابق ان کا اس پر ایمان تھا کہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ دین تکمیل پا چکا، اور اسی دین سے دنیا کی سعادت اور آخرت کی نجات مربوط ہے اور یہی وہ دین کامل ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

| | |
|---|---|
| الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ ۳) | آج میں تمہارے لئے تمہارا دین مکمل، تم پر اپنی نعمت تمام، اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین منتخب وپسند کر چکا۔ |

اس کے بعد نہ کوئی نبوت آئے گی اور نہ جدید طریقہ پر شریعت سازی کا کام ہو گا۔ دین میں نہ کمی کی گنجائش ہے اور نہ اضافہ کی اجازت۔ یہی وہ عقیدہ تھا جس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لے کر وہ سب حضرات سختی سے قائم رہے جن کے حالات تاریخ وتذکرہ کی کتابوں میں محفوظ ہیں اور وہ کسی حیثیت سے بطور مثال پیش کئے جا سکتے ہیں۔

سفیان مطرف سے اور وہ شعبی سے اور شعبی ابو جُحیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آیا آپ کو قرآن کے علاوہ بھی کوئی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ملی ہے (جس کا علم دوسروں کو نہ ہو؟)[1] تو فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے تخم میں شگاف ڈالا، اور جس نے

---

[1] اس سوال کی ضرورت اس لئے پڑی کہ چند لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت علیؓ سے بہت سی باتیں وہ کہی گئی تھیں جو بطور وصیت اور راز کے ان کے سینہ میں پنہاں تھیں۔

ذی روح کو پیدا کیا، میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ الّا یہ کہ اللہ نے وہ سمجھ دی ہے جو قرآن فہمی کے لئے اللہ تعالیٰ کسی کو بخشتا ہے یا وہ جو میرے صحیفہ میں ہے"

دریافت کیا آپ کے صحیفہ میں کیا ہے؟

جواب دیا۔ "مسلمان کی دیت[۱]۔ قیدیوں کی رہائی، اور یہ کہ کافر کے عوض مسلمان نہ قتل جائے"[۲]

**اس عقیدہ (امامت) کو اپنانے کے نفسیاتی محرکات**

سطور بالا سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ اہل بیت کرام، امت کے اجماعی عقیدہ اور مسلک پر پوری شدت سے قائم اور اس کے داعی تھے، وہ اپنے تئیں کتاب و سنّت کی پیروی کا پابند اور امت محمدیہ کا ایک فرد باور کرتے تھے جو صرف اپنے عمل و تقویٰ اور علم و اخلاق سے امتیاز و احترام کا مستحق ہو سکتا تھا۔ اِن اکرمکم عند اللہ اتقاکم لیکن بعد میں وہ مزاج ابھر آیا جس کی تہ میں جاہلیت قدیمہ اور ادیانِ محرفہ کی روح کام کر رہی تھی اور جس میں ان تمدنوں اور فلسفوں کا اثر تھا جو عہد قدیم میں یونان، ایران، ہندوستان اور چین میں پروان چڑھے اور نقطۂ عروج پر پہنچے۔ مزاج اور انداز فکر یہ تھا کہ حکمراں خاندان اور ان خاندانوں کے جن کے عہد قدیم سے روحانی یا مذہبی قیادت حاصل رہی ہے اور جنہوں نے سخت ریاضتوں اور بڑے مجاہدوں اور کسی درجہ میں عام سطح سے بلند ہو کر اپنی اخلاقی و روحانی حیثیت تسلیم کرائی ہے افراد کو معصوم سمجھا جائے اور ان کے اس حق اور اختیار کو آنکھ بند کر کے تسلیم کیا جائے کہ وہ مذہبی قوانین کو تبدیل کر سکتے اور توڑ سکتے ہیں اور ان کو قانون سازی کا آزادانہ اور مکمل اختیار ہے۔

اس نظریہ کی قبولیت و اشاعت میں کچھ نفسیاتی خواہشات اور اندرونی ترغیبات بھی معاون ثابت ہوئی ہیں

۱۔ اس کے ذریعہ انفرادی طور پر ذمہ داری اور جواب دہی کے جھگڑوں سے نجات ملتی ہے اور ہر معاملہ میں ایک خاص طبقہ یا کسی مخصوص خاندان کے فرد یا افراد پر اعتماد کرنا کافی ہوتا ہے جو اس خانوادے کی نمائندگی کرتے ہوں۔

۲۔ اعتماد، احترام اور مکمل انقیاد و اطاعت کسی مخصوص خاندان یا اس کے بعض افراد سے وابستہ ہو جاتی ہے اور یہ کام ایک کامل و وسیع شریعت کے اتباع سے آسان معلوم ہوتا ہے جس میں قدم قدم پر پابندیاں اور احکام ہیں علما کے اجتہادات بھی ہیں اور ایک وسیع فقہی ذخیرہ بھی ہے۔

۳۔ کسی ایک خاندان یا اس کے فرد واحد یا چند افراد کا استحصال آسان ہے۔ اور اس کو راضی رکھ کر سیادت و قیادت حاصل ہو سکتی ہے۔ انفرادی خواہشات نفس کو پورا کرنے کا بہترین موقع ملتا ہے بہت سی مشکلات سے نجات مل جاتی

---

[۱] مسلمان کی دیت (معاوضہ میں) کتنے اونٹ دئے جائیں اور اس کے ورثہ کو کس طرح اس تاوان ادا کیا جائے۔

[۲] مسند علی بن ابی طالب۔ مسند الامام احمد بن حنبل۔

ہے۔ اور معمولی سی کوشش سے ان کا تقرب حاصل کر کے پیرسول کی جدوجہد اور طول طویل مسافت طے کرنے کے بعد جو مل سکتا ہے وہ آسانی سے اور جلد مل جاتا ہے۔ کیونکہ عوام کے ذہن میں اس خانوادے کے معصوم ہونے کا عقیدہ راسخ ہوتا ہے اور ہر زمانہ میں چالاک اور شاطر قسم کے سیاسی ذہن رکھنے والوں نے اپنی ترقی کے لئے یہی راستہ اختیار کیا ہے۔

اثنا عشری فرقہ میں اس عقیدہ (نسلی و موروثی تقدس و منصب امامت) کی پرورش نے سیاسی، خاندانی اور ذاتی مقاصد کی (سہولت کے ساتھ تکمیل میں) مدد کی۔ اس کو ایک مذہبی عقیدہ کے طور پر تسلیم کیا گیا اور تقدس کے پردے ان پر پڑے رہے۔

اس فرقہ نے یہ باور کر لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء اور ائمہ کا تعین اللہ کی طرف سے ہوتا ہے وہ پیغمبروں کی طرح معصوم ہیں اور ان کی اطاعت سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ ان کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درجہ کے مساوی ہے۔ اور دوسرے انبیائے کرام سے بڑھ کر ہے خلق خدا پر اللہ کی حجت بغیر امام کے نافذ نہیں ہو سکتی۔ اور امام کو جب تک جانا نہ جائے حجت خداوندی تمام نہیں ہو سکتی۔ دنیا بغیر امام کے قائم نہیں رہ سکتی۔ امام کی معرفت ایمان کے لئے شرط ہے۔ اور امام کی اطاعت انبیاء کی طرح ہے۔ ائمہ کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی امر حلال کو حرام قرار دیں یا حرام اشیاء کو حلال کر دیں کیونکہ وہ پیغمبروں کی طرح معصوم ہیں اور ائمہ معصومین پر ایمان لانے والا جنتی ہے خواہ وہ ظالم و فاسق اور فاجر ہو۔ ائمہ کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے مساوی اور تمام مخلوقات سے بلند ہے۔ ان ائمہ پر مخلوق کے اعمال رات اور دن دونوں وقت پیش کیے جاتے ہیں اور فرشتے ائمہ کے حضور رات دن آیا کرتے ہیں۔ ان کو ہر شب جمعہ کو معراج حاصل ہوتی ہے۔ لیلۃ القدر میں ہر سال ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب نازل ہوتی ہے۔ موت و حیات ان کے دست قدرت میں ہے۔ اور وہ دنیا و آخرت کے مالک ہیں جس کو چاہیں دیں اور جو چاہیں دیں[1]

"کتاب الکافی" میں یہ بھی مذکور ہے۔

> "حسن بن عباس المعروفی نے امام علی رضا کو لکھا:۔ میں آپ پر فدا ہوں بتائیے کہ رسول و نبی اور امام کے درمیان کیا فرق ہے؟ انہوں نے لکھا یا جواب دیا: رسول، نبی اور امام کے درمیان یہ فرق ہے۔ کہ رسول وہ ہے جس کے پاس جبرئیل آتے ہیں وہ ان کو دیکھتا ہے اور ان کی بات سنتا ہے اور ان پر وہ وحی اتارتے ہیں اور کبھی ان کو خواب میں دیکھتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم نے دیکھا تھا۔ اور نبی بسا اوقات بات سنتا ہے اور کبھی

---

[1] اصول کافی ص ۱۰۳، ۹۷، ۲۵ شرح اصول کافی للکلینی ج ۔ ص ۲۲۹

دیکھ بھی لیتا ہے اور امام وہ شخص ہے جو فرشتہ کی بات سنتا ہے مگر اس کو دیکھتا نہیں ہے"[1]

علامہ ابن خلدون نے مؤرخانہ دیانت داری کے ساتھ علمی طور پر جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے :۔

"شیعوں کے نزدیک " امامت "، ان عوامی ضروریات میں سے نہیں ہے جس کی ذمہ داری امت کی بصیرت کے سپرد کی جاتی ہے اور صاحب اختیار (امام) مسلمانوں کا اختیار کردہ شخص ہوتا ہے بلکہ امامت ان کے یہاں دین کا ایک رکن اور اسلام کا ایک ستون ہے کوئی پیغمبر نہ اس سے غفلت برت سکتا ہے اور نہ اس کو قوم کے سپرد کر سکتا ہے بلکہ پیغمبر کا فرض ہے کہ امت کے لئے امام متعین کر دے اور وہ امام ہر قسم کے گناہ صغائر وکبائر سے معصوم ہو گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی وہ شخص ہیں جن کو آں حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے (ان نصوص کی روشنی میں جن کو وہ روایت کرتے ہیں۔ اور اپنے عقیدہ کے مطابق ڈھالتے ہیں) متعین کر دیا تھا"[2]

یہ عقیدہ فرقۂ اثنا عشریہ میں نسلاً بعد نسلٍ تسلسل کے ساتھ قائم رہا اور آج تک یہی عقیدہ ہے کیونکہ یہ بنیادی عقائد میں داخل ہے۔ اور یہی عقیدہ عصر حاضر میں امام خمینی تک پہنچا ہے۔ موصوف اپنی کتاب " الحکومۃ الاسلامیہ" میں ولایت تکوینی کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں جس کا ہم بعینہٖ ترجمہ پیش کرتے ہیں :۔

"اماموں کو مقام محمود، درجۂ بلند اور وہ خلافت تکوینی حاصل ہے جس کی ولایت و سطوت کے تابع کائنات کا ذرہ ذرہ ہے۔ ہمارے مذہب کا بنیادی عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ کا وہ مقام ہے جس کو کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مُرسل بھی پہنچ نہیں سکتا ہمارے ہاں جو روایات اور احادیث ہیں ان کی رُو سے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ علیہم السلام اس عالم کے وجود سے پہلے انوار تھے جو عرش خداوندی کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھے اللہ نے ان کو منزلت اور تقرب کا وہ درجہ دیا ہے جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں"[3]

اس عقیدہ سے معاشرۂ انسانی اور مذہبی حلقہ پر کیا غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں اس کو غیر مسلم دانشوروں نے محسوس کیا۔ اور ان کی نشاندہی کی ہے۔ ہیرگ ہوگس کہتا ہے :۔

"شیعہ اماموں کو اللہ کی صفات کا حامل بتاتے ہیں"

---

[1] اصول الکافی ص ۲ مطبوعہ ایران ۱۲۸۱ھ [2] مقدمہ ابن خلدون ص ۱۳۵ مصر [3] الحکومۃ الاسلامیہ ص ۵۲

اور ویوانو لکھتا ہے:-

"ہمیشہ کے لئے امامت کے تسلسل کا عقیدہ نبوت کو ایک ضمنی مقام عطا کرتا ہے۔"

**قدیم ایران اور اس کے عقائد کا عکس** درحاصل امامت کا نازک عقیدہ جس کے حدود و مسافات بڑے خاندانوں اور گھرانوں کو تقدس اور اُلوہیت کے حدود سے ملاتے ہیں۔ ان پر قدیم ایران کے عقائد کی چھاپ ہے۔ قدیم ایران میں سیادت، دینی قیادت اور حکومت قبیلہ "میدیا" کو حاصل تھی پھر یہ سربراہی قبیلہ "المغان" کو اس وقت حاصل ہوئی جب مذہب زرتشت غالب آیا اور ایران پر اس کا اثر قائم ہوا۔ اہل ایران کے یہاں ایک اونچی ذات مذہب کے داعیوں کی تھی جسے کہنوت کہا جاتا تھا۔ ان کے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ وہ زمین پر ظلِ الٰہی ہیں اور تمام لوگ اسی لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ ان خداوندوں کی خدمت کریں حکمران کے لئے ضروری تھا کہ وہ اسی قبیلہ کا فرد ہو۔ کیونکہ خدا ان کے اندر حلول کر گیا ہے اور جسم کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے اور آتش کدہ کی سربراہی اور اس کی تنظیم صرف اسی قبیلہ کا حق ہے۔[1]

مسٹر دوزی لکھتے ہیں:-

"اہلِ ایران بادشاہِ وقت کو خدا کا ہم پلہ سمجھتے تھے اور بادشاہ کے اہلِ خاندان کو بھی اسی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ امام کی اطاعت فرض ہے اور اس کی اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے"[2]

کسی ایک خاندان پر اس درجہ انحصار اور اس خاندان کی دینی و روحانی اور سیاسی اجارہ داری نے قدیم مذاہب کے پیروؤں کو (جن میں اصلاحی تحریکیں بھی اٹھیں) بدترین قسم کی ذہنی غلامی میں مبتلا کر دیا اور وہ خدا پرستی کے بجائے انسان پرستی اور خاندان پرستی کے شکار ہو گئے۔ اس کے نتیجہ میں انسانوں کے ذہنی صلاحیتیں، قوت تمیز، اور فکر و نقد کی آزادی (جو فکری، علمی اور اخلاقی اصلاحات و انقلابات کا سرچشمہ ہے) تعطل و جمود کا شکار ہو جاتی ہے بسا اوقات اس کے ذریعہ انسانی توانائیوں اور کسبِ معیشت کے ذرائع کا بری طرح استحصال کیا گیا ہے۔ قرونِ وسطیٰ میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ مغفرت کے پروانے (تذاکرالغفران) اور جنت کے اجازت نامے بھی فروخت کئے جانے لگے۔[3] اور اس اندھی عقیدت مندی کی وجہ سے کلیسا اور علم کے درمیان خون ریز کش مکش اور جنگ

---

[1] تاریخ الدیانۃ الزردشتیۃ۔ نیز ایرانِ قدیم کی تاریخ و مذاہب پر دوسری کتابیں [2] فجرالاسلام ص ۲۷۷

[3] بیان کیا جاتا ہے کہ ایران و عراق کی جنگ میں امام خمینی نے بھی محاذِ جنگ پر جانے والوں کی ضمانتیں بھی دی ہیں۔

بھی ہوئی[۱]۔ اس صورت حال نے یورپ کو تفریق دین وسیاست کے نظریہ کے اختیار کرنے اور بالآخر الحاد تک پہنچا دیا۔ نامذہبی (سیکولر) حکومت سے قطع نظر متعدد مسلم ممالک میں بھی (بطور علاج) اختیار کیا جا رہا ہے۔ جن کی ان ممالک میں ضرورت نہ تھی نہ جواز۔ اس سے ان حکومتوں اور ان دینی جماعتوں اور سادہ دل و دین دوست عوام کے درمیان جو ملک اسلامی احکام کا نفاذ چاہتے ہیں، ایک کش مکش پیدا ہو گئی ہے اور ان ممالک کی قوتیں اور ان کے وسائل بے جگہ اصل حریف طاقتوں کو چھوڑ کر اندرونی و باہمی کشمکش میں ضائع ہو رہے ہیں۔

اس طرح کا مطلق العنان اقتدار جو نبوت کے متوازی امامت سے پیدا ہوتا ہے اور جس کو اختیار ہوتا ہے کہ احکام شریعت خود تصنیف کرے اور نصوص قطعیہ سے ثابت احکام کو منسوخ کر سکے۔ اس کو بے چون وچرا تسلیم کرنے کے نتائج یہاں تک دنیا کے سامنے آئے کہ ایسا دینی اقتدار مطلق جس دینی رکن، جس شرعی حکم اور جس اسلامی فریضہ کو چاہے جماعتی اور سیاسی مصلحت کی بنا پر مامور من اللہ اور معصوم امام مجتہد کے اجتہاد کی بنا پر کالعدم قرار دے سکتا ہے۔

اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ حال ہی میں ایران کے سرکاری ترجمان "کیہان" نے اپنے شمارہ ۲ ۸ مورخہ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ میں حجۃ الاسلام سید علی خامنائی کے نام امام خمینی کے پیغام کو بڑی سرخی میں شائع کیا ہے کہ

"حکومت مساجد کو معطل یا منہدم کر سکتی ہے اور حکومت نماز روزہ پر مقدم ہے"

اس میں مزید کہا گیا ہے کہ:۔

> "حکومت براہ راست ولایت رسول اللہ کی شاخ اور دین کے بنیادی واولین احکام میں سے ہے۔ اس کو تمام فرعی احکام پر ترجیح حاصل ہے یہاں تک نماز روزہ اور حج پر بھی وہ مقدم ہے۔ والی حکومت کے لئے ضرورت کے وقت مساجد کو معطل کرنا بھی جائز ہے اور اس کے لئے یہ بھی روا ہے کہ کسی مسجد کو سرے سے منہدم کر دے اور وہ اسلامی احکام جو اس وقت اسلام کے مفاد کے مخالف (نظر آتے) ہوں۔ خواہ عبادات میں ہوں یا ان کے علاوہ سب کو کالعدم کر سکتی ہے اور اگر مملکت اسلامی کے مفاد کا تقاضا ہو تو یہ حکومت حج کو بھی معطل کر سکتی ہے جو کہ اسلام کے اہم ترین فرائض میں

---

[۱] اس خونریز کش مکش کی تفصیل کے لئے ڈاپر امریکی کی شہرۂ آفاق کتاب "معرکہ مذہب وسائنس" (CONFLICT BETWEEN RELIGIN AND SCIENCE. BY DRAFFER) کا مطالعہ مفید ہوگا۔

ایک فریضہ ہے کیونکہ یہ حکومت بجائے خود ایک آزاد ولایت الٰہی ہے"۔[1]

اور یہ معلوم ہے کہ عمل یعنی احکام شریعت میں آزادانہ تصرف، کسی منصوص حکم شرعی کا منسوخ کرنا یا معطل کردینا اور وہ بھی ایک فرد کے اجتہاد یا سیاسی مصلحت کے پیش نظر دین کے لئے (جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور ہمیشہ کے لئے آیا ہے) ایک مستقل خطرہ ہے۔ اور یہ دین میں آزادانہ مداخلت پوری مسلمان قوم اور مکمل اسلامی ملک کے لئے اسلام سے کنارہ کشی اور محرومی (یا اجتماعی عملی ارتداد) تک پہنچا سکتی ہے اور اس حکومت کی کورانہ اطاعت پورے دین کو معطل و بے اثر کرسکتی ہے۔ اور اس کو ایسے حالات سے دوچار کرسکتی ہے جن سے نجات حاصل کرنا دشوار ہوجائے۔ اس کی ایک مثال ایران و عراق اور خلیجی ممالک کے درمیان وہ بے مقصد طویل جنگ ہے جس نے دونوں محاذوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ اور ان کو تباہی کے کنارے پہنچا کر ایک محاذ کے شدید نقصانات اور ملک کی تباہی، اندرونی انتشار و بے چینی کے خطرہ کی بنا پر اور کچھ بڑی طاقتوں کی مداخلت کی وجہ سے بڑی مشکل سے اگست ۱۹۸۸ء میں ختم ہوئی۔

یہ امامتِ مطلقہ جو کورانہ اطاعت کی طالب ہے، ایک استبدادی حاکم (مطلق العنان ڈکٹیٹر) کا رول ادا کرتی ہے جس پر روئے زمین پر فساد پھیل سکتا ہے۔ اور جس نے نسلِ انسانی، زراعت و تجارت، امن و امان سب خطرہ میں پڑ سکتے ہیں۔ مطلق العنان حکومتوں کے دور میں ایسے تجربات پہلے زمانوں میں بھی ہوئے ہیں اور جب اس طرزِ استبداد میں دینی رنگ اور تقدیس کی آمیزش بھی ہو اور معصومیت کا عقیدہ بھی شامل ہو اور اس کو مامور من اللہ، نبی کا قائم مقام گردانا جارہا ہو تو پھر اس کی ہلاکت خیزی کہیں سے کہیں پہنچ سکتی ہے اور وہ پورے ملک یا پوری قوم یا کم سے کم ایک فرقہ کے لئے اجتماعی خودکشی اور خودسوزی کے مرادف و مساوی ہو سکتی ہے جس سے نجات پانا آسان نہیں۔

اس کے علاوہ (اس عقیدۂ تقدیس و عظمت کے نتیجہ میں) بے عمل بیکار و کاہل انسانوں اور بے فکروں کی ایسی جماعتیں وجود میں آتی ہیں جو قوم کی ثروت سے کھیلتی ہیں اور قوم کی وہ دولت جو اس کے گاڑھے پسینہ کی کمائی اور یہ مشقت محنتوں کا نتیجہ ہے۔ اس طبقہ کے عیش و عشرت میں ضائع ہوتی ہے۔ محنت و عرق ریزی، مشغولیت کے نتائج و فوائد سے صرف چند خاندان فائدہ اٹھاتے ہیں وہ اپنے پسینہ کا ایک قطرہ بہائے بغیر محنت کش طبقہ کی ثروت پر داد عیش دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:۔

| | |
|---|---|
| یا ایہا الذین اٰمنوا ان کثیراً من الاحبار والرہبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللّٰہ | مومنو (اہل کتاب کے) بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور ان کو راہِ خدا سے روکتے ہیں |

---

[1] اخبار کیہان شمارہ ۸۲ - ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و صدر سوادِ اعظم اہل سنت پاکستان
بانی و مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مدظلہم
کی زیر سرپرستی شائع ہونے والا "الفاروق" عام فہم دلچسپ اسلامی ادب کا نمائندہ ہے

تین مختلف زبانوں (عربی، اردو، انگریزی) میں معیاری اسلامی صحافت ہر وجہ معاشرتی رسائل کی مخرب اخلاق تحریروں سے دور اور عام دینی رسائل کی خشک مزاجی سے ہٹ کر — الفاروق ایک مکمل مذہبی معاشرتی جریدہ ہے۔ الفاروق میں ہر ماہ — دینی موضوعات پر اہم تحریروں کے علاوہ

- حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کی بے لاگ اور فکر انگیز — صدائے حق
- عالم اسلام کیا سوچ رہا ہے؟ — پیوستہ رہ شجر سے
- مسلم اقلیتیں کس حال میں ہیں؟ — مسلم ہیں ہم
- جدید تہذیب خود کو کیسے بھگت رہی ہے؟ — پورب پچھم اتر دکھن
- تاریخ ہمیں کیا سبق دے رہی ہے۔؟ — ایک دفعہ کا ذکر ہے
- کیا سائنس خدا کے وجود کو ثابت کرتی ہے؟ — مظاہر قدرت
- عوام کے دلوں میں کیا لاوا پک رہا ہے؟ — ایوان عام
- امتِ مسلمہ کی بعثت کا مقصد کیا ہے؟ — ھذہ سبیلی
- افغانستان کے مجاہدین کیا کر رہے ہیں؟ — میدان جہاد سے

| | | | |
|---|---|---|---|
| عربی | فی شمارہ ۷/- روپے | زر سالانہ ۲۰/- روپے | نمونے کی کاپیاں مفت طلب فرمائیں |
| اردو | فی شمارہ ۶/- روپے | زر سالانہ ۶۰/- روپے | |
| انگریزی | فی شمارہ ۱۳/- روپے | زر سالانہ ۱۵۰/- روپے | |

## ہر مسلم گھرانے کی ضرورت

ماہنامہ الفاروق کراچی
پوسٹ بکس نمبر ۱۱۰۰۹ شاہ فیصل کالونی نمبر ۰ ۴ — کراچی